خطاب: فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی ﷾
کاوش: ابو عمران عبدالمالک ساہڑ

جماعت حقہ اور اس کا منہج

خطبہ مسنونہ کے بعد:

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جو اس نے بہت سی مخلوقات پیدا کی ہیں تو ہمیں انسان بنا دیا، اور انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف عطا کیا: [لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ] (التین: ۴) پھر انسانوں میں بہت سے گروہ ہیں، بہت سی ملتیں ہیں اور بہت سے مذاہب ہیں یا بہت سے ادیان ہیں، اللہ تعالیٰ کا دوسرا فضل یہ ہے کہ ہمیں اپنا پسندیدہ دین، دین اسلام عطا فرما دیا: [وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ] (المائدہ: ۳) کہ میں نے بطور دین تمہارے لئے اسلام کا انتخاب کر لیا ہے۔

تو اس نے ہمیں انسان بنایا، اور اس کے بعد ہمیں مسلمان بنایا پھر مسلمانوں میں بہت سے گروہ ہیں، بہت سے مسالک ہیں اور بہت سے فرقے ہیں، اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا ہی فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمیں ان تمام گروہوں میں اہل حدیث ہونے کا شرف عطا فرما دیا، یہ اس کی بہت بڑی نعمت اور فضل واحسان ہے۔

یہ نسبت اتنی عمدہ اور مقدس ہے کہ براہِ راست قرآن وحدیث کی بنیاد ہے۔

قرآن کو بھی حدیث کہا گیا ہے:

[اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ] (الزمر: ۲۳)

اور حدیث کو بھی حدیث کہا گیا ہے:

ان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر ھدی ھدی محمد ﷺ.

تو اہل حدیث کا معنی وہ لوگ جو قرآن وحدیث والے ہیں، جن کے ایک ہاتھ میں کتاب اللہ اور دوسرے ہاتھ میں سنت رسول اللہ ﷺ، یہ وہی دو ماخذ ہیں جو نبی ﷺ جاتے ہوئے امت کو دے کر گئے:

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ.

کہ تمہارے بیچ دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک ان دو چیزوں کو تھامے رکھو گے پوری مضبوطی اور پختگی کے ساتھ، اس وقت تک گمراہ نہیں ہو سکتے حق پر قائم رہو گے۔ یعنی یہ دو چیزیں ان کے ساتھ تمسک اور ان کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، یہ ہدایت کی ضمانت ہے، کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔

جبکہ نبی ﷺ کی حدیث کے مطابق تمام بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، اللہ ان دلوں کو جس طرف چاہے پھیر دے، یہ ہدایت کی ضمانت نہیں ہے۔

ان القلوب بین إصبعین من أصابع الرحمٰن عزوجل یقلبھا (ابن ماجہ: 3834)

تمام لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو پھیر دے جس طرف چاہے۔

لیکن یہاں ایک ضمانت موجود ہے:

لن تضلوا ماتمسکتم بھما

جب تک ان چیزوں کو تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہوں گے اور وہ دو چیزیں کیا ہیں: کتاب اللہ وسنۃ رسولہ.

اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور میری سنت یعنی حدیث۔

تو یہ وہ دو انمول خزانے ہیں، وہ مصدر ہیں جو نبی ﷺ اپنی امت کو دیکر گئے ہیں تمہیں خالی ہاتھ چھوڑ کے نہیں جا رہا ہوں، یہ دو خزانے تمہیں

یکر جارہا ہوں اور ان دو خزانوں کی حقیقت بھی سن لو:

ترکتکم علی البیضاء لیلھا کنھارھا.

(سنن ابن ماجه:4443)

کہ یہ ایک انتہائی روشن اور چمکدار راستہ جس کی رات اور دن برابر ہیں، اس دین میں اندھیرا نہیں ہے، تاریکی نہیں ہے، ابہام نہیں ہے، نصف النہار کے سورج سے زیادہ روشن ہے، زیادہ روشن اس لئے رات کے وقت سورج غائب ہو جاتا ہے، لیکن جو دین محمدی ﷺ کا سورج ہے وہ کبھی غائب نہیں ہوگا، رات کی تاریکی ہو، دن کا اجالہ ہو، یہ سورج چمک رہا ہے، اس پر رات نامی شئ کا تصور ہی نہیں ہے، کسی اندھیرے غالب آنے کا تصور ہی نہیں ہے۔

لیلھا کنھارھا سواء.

اس کی رات اور دن برابر ہیں۔

کتنی ضمانتیں ہیں کہ یہ بیضاء ہے، روشن راستہ، اس قدر روشن ہے کہ اس کی رات اور دن برابر ہیں، اتنی ضمانتوں کے بعد اگر کوئی شخص کتاب وسنت کو چھوڑ کر کسی اور راستے کا انتخاب کرتا ہے تو اس کا انجام کیا ہونا چاہئے؟ آگے آگیا ہے:

لایزیغ عنھا بعدی الاھالک.

اس دین سے منہ موڑنے والا اور اس کو چھوڑ کر کسی اور راستے کا انتخاب کرنے والا شخص وہ ہوسکتا ہے جس کے مقدر میں بربادی ہو، تباہی ہو، ہلاکت ہو۔

اتنا روشن دین، اتنی گارنٹیاں اللہ کے نبی ﷺ دے رہے ہیں، قرآن پاک میں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے حق ہونے اور اس کی صداقت ہونے پر قسم کھائی ہے۔

امام اصمعی رحمہ اللہ کا واقعہ

اکثر یہ چلتے پھرتے رہتے تھے اور اس چلنے پھرنے میں بڑا ان کو علم حاصل ہوتا تھا، کیونکہ لغت کی معرفت ان کا ذاتی شوق تھا اور دیہاتیوں کی لغت خالص ہوتی ہے تو اکثر دیہاتوں میں گھومتے پھرتے تھے تاکہ عربی لغت اور اس کی گہرائیاں حاصل ہوتی رہیں، جیسے ایک دفعہ قرآن کی آیت پڑھی:

[وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ]

(آل عمران:۱۸۵)

دنیا کی زندگی متاع ہے۔

متاع کا معنی عام طور پر سامان کرتے ہیں یا دھوکے کا سامان۔ ان کا اس معنی پر دل نہ بھرا، اللہ تعالیٰ دنیا کو متاع کہہ رہا ہے، اتنا کافی نہیں لگتا، کہ یہ ایک دھوکہ کا سامان ہے، اس متاع کی حقیقت کیا ہے؟ تو اسی طرح دیہاتوں میں گھوم پھر رہے تھے تو ایک عورت نے اپنی بچی کو آواز دی:

یابنیتی اعطی المتاع.

مجھے متاع دو۔

امام صاحب نے دیکھا کہ بچی کیا لاتی ہے؟ دیہاتی زبان میں متاع سے کیا مراد ہے؟ متاع کا اصل معنی کیا ہے؟ بیٹی کیا لاتی ہے اپنی ماں کے پاس؟ وہ کپڑا جو عورت اپنے مخصوص ایام میں استعمال کرتی ہے، حیض کے لئے، وہ کپڑا۔ دنیا کی زندگی کو متاع کہا گیا ہے، دنیا کی زندگی اتنی گندی ہے جیسے وہ کپڑا گندا ہوتا ہے۔

تو اس طرح ان کے لغت کے بڑے بڑے مسائل حل ہوتے اور ملتے، ایک دن اسی طرح ایک مقام پر موجود تھے ایک اعرابی اونٹ پر سوار ہو کر آیا، انہیں دیکھ کر رک گیا۔ تعارف ہوا کہ آپ کون ہیں؟ کیا کرتے ہیں؟ اصمعی نے فرمایا: میں قرآن پڑھتا ہوں اور پڑھاتا ہوں۔ اچھا مجھے قرآن سناؤ! قرآن سنایا جب یہاں پہنچے:

[وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ]

(الذاریات:۲۲)

تم سب کی روزی آسمانوں میں ہے۔ (یعنی اللہ کے پاس) اللہ ہی دیتا ہے اور کوئی نہیں دے سکتا، اور سب کی روزی اوپر موجود ہے، اور اللہ ضرور عطا کریگا۔

اس اعرابی نے کہا ٹھہر جاؤ! یہ اللہ کا فرمان ہے؟ کہا: ہاں اللہ کا فرمان ہے۔ معنی ہماری روزی موجود ہے؟ ہاں موجود ہے، اللہ دے گا، ضرور دے گا، تو پھر ہم یوں وقت کیوں ضائع کررہے ہیں، اونٹ کو ذبح کیا، اس کا گوشت تقسیم کردیا، جنگل کی طرف نکل گیا۔ کیا سوچا اس نے خلوت کا تنہائی کا، چلا گیا.. وہاں سے کچھ عرصے کے بعد امام اصمعی فرماتے ہیں.. حج کے لئے آیا میں نے اس اعرابی کو دیکھا کہ وہ طواف کررہا ہے اس نے بھی مجھے دیکھ لیا، ملاقات ہوگئی، پھر بیٹھ گئے اس نے کہا کچھ اور قرآن سناؤ، یہی سے آگے امام اصمعی نے سنانا شروع کردیا: [فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝۲۳] (الذاریات: ۲۳)

کیا معنی ہے قسم ہے آسمانوں اور زمینوں کے رب کی کہ یہ حق ہے، اس طرح یہ حق ہے کہ جس طرح تم آپس میں باتیں کرتے ہو، تمہیں یقین ہے کہ ہمارا باتیں کرنا حق ہے، اپنی گفتگو کا یقین ہے اسی طرح یہ وحی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہے، صدق ہے، اور یقین ہے۔ میں آسمانوں اور زمینوں کی قسم کھا کر کہہ رہا ہوں۔

اس اعرابی نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے؟ کہا: ہاں، اللہ کا فرمان ہے۔ بڑا پریشان ہوا، اتنے ہم نالائق ہیں، اتنے ہم نکمے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کی صداقت کو اور حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے قسمیں کھانی پڑرہی ہیں، اللہ قسمیں کھا رہا ہے کہ یہ حق ہے، اس قدر ہم نکمے ہیں بس یہ بات دہراتا رہا حتی کہ اس کی روح پرواز کرگئی۔ یہ صدق وحق کتاب وسنت پیارے پیغمبر ﷺ نے کس طرح بیان کیا:

لیلها کنهارها سواء.

اس کی رات اور دن برابر ہیں۔

کوئی اس میں تاریکی نہیں، کوئی اندھیرا نہیں ہے، کوئی ابہام نہیں ہے بلکل واضح ہے:

[قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۵]

(المائدہ: ۱۵)

یہ اللہ کی طرف سے منارۂ نور ہے۔

یہ قرآن وحدیث۔ تو اہل حدیث کا معنی کیا ہے، قرآن وحدیث والے، اس منہج کے حاملین کے پاس جو منہج صدق اور منہج حق ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے، جو نصف النہار کے سورج سے بھی زیادہ روشن ہے۔

اہل الحدیث: ان کا ایک نام اور ہے سلفی۔

سلفی کا معنی کیا ہے؟ سلفی کا معنی بھی قرآن وحدیث کے پیروکار۔

یہ لفظ آج کل یہاں استعمال ہوتا ہے، بلادِ عرب میں خاص طور پر استعمال ہوتا ہے، جیسے سعودی عرب، سوڈان، مصر اور دیگر عرب علاقوں میں سلفی۔

سلفی کا معنی کیا ہے؟ مشہور ڈاکٹر ذاکر نائیک بڑا عمدہ کام کررہے ہیں، لیکن سلفی کے معنی میں ان کو غلطی لگ گئی، کیونکہ ان کا مجال نہیں ہے، ان کا میدان کچھ اور تھا وہ اس میدان میں آگئے وہ بڑی مخلصانہ کوشش کررہے ہیں، اللہ ان کو برکت دے۔ ان سے ایک سوال ہوا میں نے خود سنا:

کہ آپ سلفی ہیں؟ اب وہ اپنا سلفی ہونا شاید چھپانا چاہتے تھے اہل حدیث ہونا چھپانا چاہتے تھے کہ مجھ پر ایک خاص دھبہ نہ لگ جائے تو کہا میں سلفی نہیں ہوں، میں محمدی ہوں اور مزید کہا میرا محمدی ہونا سلفی ہونے سے بہتر ہے، محمدی کا معنی محمد ﷺ کے پیروکار اور سلفی کا معنی سلف الصالحین کے پیروکار۔ کون افضل ہیں؟ جو محمد ﷺ کے پیروکار ہیں یا جو سلف کے پیروکار ہیں، اس پر تمام لوگوں نے تالیاں بجائیں۔

مگر یہ تعبیر صحیح نہیں ہے، یہ علمی بات نہیں کی، اس کا معنی یہ ہے کہ انہیں سلفی کی تعریف معلوم نہیں، سلفی کا معنی یہ نہیں ہیں، سلف کے پیروکار۔ بلکہ سلفی کا معنی کتاب وسنت کے پیروکار سلف کے فہم کے مطابق، سلف الصالحین کی روشنی میں، اصل قرآن وحدیث ہے، اصل کتاب وسنت ہے علی فہم سلف۔

سلف صالحین کے فہم کے مطابق یہ معنی ہے اس کا۔

تو اصل یہ چیز کتاب وسنت کی اتباع ہے، وہ اس کی تعبیر میں غلطی کر گئے، اصل تعبیر یہ ہے کہ قرآن وحدیث کے پیروکار سلف الصالحین کے فہم پر، اب سلف الصالحین سے کیا مراد ہے؟

سلف کی تعریف میں تین قول ہیں:

پہلا قول سلف الصالحین سے مراد، صحابہ کرام کی جماعت ہے۔

دوسرا قول کہ سلف سے مراد صحابہ اور تابعین کی جماعت ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ سلف سے مراد وہ تین ادوار ہیں جن کا ذکر نبی ﷺ کی حدیث میں ہے:

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم

سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر اس کے بعد صحابہ کا پھر تابعین کا اور پھر تبع تابعین کا، یہ تین دور ہیں۔

یہ قول علماء میں زیادہ معروف ہے کہ سلف سے مراد تین ادوار کے اہل الحق ہیں، اہل العلم ہیں، محدثین ہیں، فقہاء ہیں جن کا تعلق ان تین ادوار سے ہے، سلفی کا معنی کتاب وسنت کے حاملین ہیں، کتاب وسنت کے اتباع کرنے والے، سلف صالحین کے فہم کے مطابق۔

یہ ایک ہلکا سا تعارف ہمارے نام کا، ہماری نسبت کا، آپ اور علاقوں میں جائیں گے تو یہی جماعت حقہ کہیں آپ کو انصار السنۃ کے نام سے ملے گی، جیسے مصر، سوڈان وغیرہ میں اور یہی جماعت حقہ کہیں آپ کو محمدی کے نام سے ملے گی جیسے ملائیشیا اور اس کے ملحق علاقوں میں جیسے: الجماعۃ المحمدیہ وغیرہ۔ جماعۃ المحمدیہ ہو۔ اہل حدیث ہو، سلفی ہو، انصار السنۃ ہو، یہ ایک ہی جماعت کے مختلف نام ہیں، مختلف علاقوں میں تو ہر علاقے میں جماعتِ حقہ کی پہچان، جس طرح سوڈان میں جماعت حق کی پہچان انصار السنۃ، سعودیہ اور اس کے ملحق علاقوں وغیرہ میں جماعت حقہ کی پہچان سلفی ہے، ملائیشیا وغیرہ میں جماعت حقہ کی پہچان جماعۃ المحمدیہ اور پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، نیپال اور افغانستان وغیرہ میں جماعت حقہ کی پہچان اہل حدیث ہے، یہ کہلانا ضروری ہے، اسی ایک لفظ میں آپ کا پورا عقیدہ، پورا منہج، پورا عمل آجائے گا، اور میرے لئے ضروری ہے کہ میں داعی کو پہچانوں کہ داعی کون ہے؟ اس کا منہج کیا ہے، اس کے عمل کے مصدر کیا ہیں، اس کے عقیدہ کا ماخذ کیا ہے، مجھے یہ معلوم ہونا چاہئے تبھی میں سنوں، وقت بہت قیمتی ہے، ہم وقت کو ضائع کرنے کے متحمل نہیں ہوسکتے، تو میرے لئے ضروری ہے کہ میں یہ جانوں کہ یہ داعی کون ہے؟ کیا اس کا مخرج ہے، اس نے کن علماء سے علم لیا ہے، اس کے عقیدے کا مخرج ومصدر کیا ہے، اس کے عمل کی اساس کیا ہے، اس کے عقیدہ کی اساس کیا ہے، اور ان تمام چیزوں کا ترجمان پاکستان میں لفظ اہل حدیث ہے۔ اگر میں کھڑا ہوں کہ میں اہل حدیث ہوں، اس کا معنی میرا عقیدہ، میرا منہج، میری سیاست، میرے علم کے مصادر اور میرے اساتذہ کرام، میرے مدارس، سب کے سب معروف اور مشہور ہیں، کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے، کوئی چیز پردہ میں نہیں ہے۔ جیسے ایک داعی کھڑا ہو، اپنے آپ کو شافعی کہے تو ہر چیز واضح ہے، اس کا عقیدہ، اس کا منہج، اس کا عمل۔ ایک اور داعی کھڑا ہوا اپنے آپ کو حنفی کہے، ہر چیز واضح ہے۔ مگر آپ کی شخصیت گول مول ہے، کہ اہل حدیث کہلانا ضروری نہیں ہے۔ بھائی پھر کیا چیز ہو، اب میں کیسے پہچانوں آپ کیا ہیں، آپ کا عقیدہ کیا ہے؟ کیا کھڑے ہوکر پہلے دو گھنٹے اپنا عقیدہ بتاؤ گے، اپنے منہج کی وضاحت کروگے، اپنے مصادر کی تعریف کروگے، اپنے مشائخ کا تعارف کراؤگے، اپنے دینی مدارس کا تعارف کراؤگے، پھر آگے بات کروگے، تو ان تمام چیزوں کی ترجمانی لفظ اہل حدیث میں ہورہی ہے، اس ایک لفظ سے آپ بھی جان جائیں گے میں بھی جان جاؤنگا کہ کھڑے ہونے والا کا عقیدہ اس کا منہج، اس کے علم کے مصادر یہ سب چیزیں کیا ہیں، ایک ہی لفظ سے واضح ہوجائیں گی، اس لئے کہ ہمارے اس خطے میں حقانیت کی تعبیر جو ہے وہ اہل حدیث کے ساتھ ہے۔

یہ فرقہ بندی نہیں ہے، اصل میں ہم فرقے کے معنی ہی نہیں جانتے، فرقے کی تعریف میں ہی دھوکہ کھا جاتے ہیں اور جہالت میں اہل حدیث کو بھی فرقہ قرار دیتے ہیں، اس میں فرقہ بندی ہے، تفرق کی بو اس میں بھی آتی ہے، اس کا معنی یہ کہ آپ فرقے کی معنی نہیں سمجھتے، اہل حدیث کا معنی کیا ہے، کتاب وسنت کے حاملین، ایک ہاتھ میں کتاب اللہ، دوسرے ہاتھ میں سنت رسول اللہ۔ جس بندے کا یہ منہج ہو، کتاب وسنت کا، جس کے عمل کی، عقیدہ کی اور ہر چیز کی بنیاد کتاب وسنت ہو وہ فرقہ ہو سکتا ہے؟ کون اس کو فرقہ کہتا ہے، فرقے کی تعریف، فرقہ، تفرق سے ہے، تفرق کا معنی جدا ہونا، جدا کس چیز سے ہونا، جو اللہ کے نبی ﷺ کی جماعت تھی اس سے لوگ جدا ہو گئے، نبی ﷺ کی جماعت، صحابہ کی جماعت تھی، اور ان کے سامنے کیا تھا قرآن وحدیث، نہ کوئی تیسری کتاب تھی، نہ کوئی شخصیت تھی رسول اللہ ﷺ کے علاوہ جس کے سر پر انہوں نے پورے دین کی عمارت قائم کی ہو۔

ایسا کچھ نہیں تھا صرف قرآن اور سنت ﷺ تھے۔ عبادت اللہ کی، اطاعت رسول اللہ ﷺ کی، یہ فرقے نہیں ہے، یہ جماعت نبی ﷺ کی تھی فرقے کب بنے آہستہ آہستہ فرقوں کا دور آیا، خارجی، معتزلہ پھر روافض، جہمیہ، کرامیہ اور پھر مشبہ، ماتریدیہ، اشاعرہ یہ فرقے، ہر فرقے کی انتہاء ہے وہاں ایک شخصیت بیٹھی ہوئی ہے، جس کے وہ پیروکار ہیں، آگے چل کر پھر شافعی، حنفی، مالکی اور حنبلی۔

تو ہر فرقے کی اساس ایک شخصیت ہے، حنفی ہے اس کی اساس امام ابوحنیفہ پر ہے، شافعی ہے اس کی بنیاد امام شافعی پر ہے، مالکی ہے کہ انہوں نے پورے دین کی عمارت امام مالک رحمہ اللہ پر کھڑی کر دی، حنبلی ہے تو اس نے پورے دین کی عمارت امام احمد بن حنبل پر کھڑی کر دی ہے، ان شخصیتوں کے نام سے فرقے بنے، صحابہ کرام میں نہ کوئی ماتریدی تھا، نہ کوئی اشعری تھا، نہ کوئی حنبلی تھا نہ کوئی مالکی تھا، یہ ائمہ بعد میں آئے، اللہ کے نبی کے دور میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے، نہ کوئی صدیقی تھا نہ کوئی عمری تھا، نہ کوئی فاروقی تھا نہ کوئی علوی تھا، نہ کوئی عثمانی تھا، سب کے سب محمدی تھے۔

محمدی ہونا فرقہ نہیں ہے، مالکی شافعی ہونا فرقے ہیں، ہمیشہ فرق تفرق سے ہے جو اصل لائن چلی آرہی ہے، پیارے پیغمبر ﷺ کے دور سے صحابہ کرام کی جماعت چلی آرہی ہے، ایک آدمی آیا اور کہا کہ میرا امام فلاں ہے، کٹ گیا، میرا امام دائیں طرف کھڑا ہے، مثلاً امام مالک ہے، ابوالحسن اشعری، تو وہ ناموں سے الگ ہو گیا، جوں الگ ہوا تو یہ (صار فرقة) یہ فرقہ بن گیا۔

جناب مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے مسند احمد (4142) وغیرہ میں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خط کھینچا پھر دائیں بائیں بہت سی خطوط کھینچی، صحابہ دیکھ رہے ہیں، صحابہ منتظر تھے کہ یہ نبی ﷺ کا کام عبث نہیں ہے، ہمیں علم ملنے والا ہے، سیدھے خط پر اپنی انگلی رکھی (هذا الصراط المستقيم) أو (هذا سبيل الله) فرمایا ہر خط پر ایک شیطان کھڑا ہے، اپنے راستہ کی دعوت دے رہا ہے، جب تک سیدھے راستے پر چلتے رہو گے، وہ خط مستقیم ہے، صراط مستقیم ہے، وہ ایک راستہ ہے، خط مستقیم ایک ہی راستہ ہے، (مثلاً دو نقطے ہوں ان دو نقطوں کو ایک خط مستقیم ملاتا ہے، وہ خط کھینچ لیا اب اس کے بعد دوبارہ آپ خط کھینچیں تو وہ سیدھا نہیں ہوگا، دائیں طرف سے گھوم کر آئے گا بائیں طرف سے گھوم کر آئے گا، ٹیڑھا ہو کر جائے گا وہ سیدھا نہیں ہو سکتا کیونکہ سیدھا خط کھینچا جا چکا ہے وہ خط آچکا ہے، اور خط مستقیم ایک ہی ہوتا ہے، یہاں بھی دو نقطے ہیں ایک دنیا کے اندر دینداری کا دوسرا آخرت میں جنت کا، ان دو نقطوں کا جو خط مستقیم ہے وہ سیدھا راستہ:

هذا سبيل الله. اللہ کا راستہ، رسول اللہ ﷺ کا راستہ،

ان ربي على صراط مستقيم. اس صراط مستقیم پر میرا رب ہے، اللہ کا راستہ ہے:

[يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝] (یس: ۱ تا ۴)

کہ صراط مستقیم پر آپ ہیں، رسول اللہ ﷺ کا راستہ ہے، یہ

فرقہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ تو جماعت ہے، کتاب وسنت کے حاملین کی وہ جماعت ہے، وہ فرقہ نہیں ہے، فرقہ کب بنتا ہے، دائیں بائیں آپ مڑ جائیں، گھوم جائیں، کسی شخصیت کے نام پر تو ''تفرق'' یہ بن کر فرقہ بن گیا، جو ''حدیث فرقہ'' ہے، اس میں نبی ﷺ نے اسی تشخص کو واضح کیا ہے، ایک طرف ایک جماعت ہے، جو جماعت حقہ ہے، دوسری طرف بہت سے فرقے ہیں بہت سے خط ہیں فرمایا:

افترقت اليهود على احدى وسبعين فرقة.

یہودیوں کے 71 فرقے بنے اور میری امت کے 73 فرقے بنیں گے،

وان امتي لتفترقن على ثلاث وسبعين فرقة.

یہ آپ نے پیش گوئی فرمائی وہ 73 فرقے بن کر رہیں گے، بن چکے ہیں، اگلی بات بڑی خطرناک ہے: كلهم في النار.

سب جہنم میں جائیں گے، 72 فرقے جہنم میں جائیں گے، وہ الگ بات ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے جائیں گے یا عارضی طور پر جائیں گے وہ اللہ کے علم میں ہے، الا واحدة

سوائے ایک کے وہ جنتی ہے، ایک کے علاوہ سب جہنمی ہیں اب صحابہ نے پوچھا وہ ایک کون ہے؟ تو آپ نے ان کا نام نہیں لیا، بلکہ ایسا ایک جملہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جوامع الکلم عطا فرمائے ہیں، آپ ایک چھوٹی سی بات کر کے پورا جنت کا راستہ واضح کر سکتے ہیں:

أوتيت بجوامع الكلم

ایک جملہ سے پورا دین سمجھا سکتے تھے، پورا منہج واضح کر سکتے، یہ اس کی مثال ہے یارسول اللہ وہ جنتی گروہ کونسا ہے؟ فرمایا:

هم ما أنا عليه اليوم وأصحابي

وہ لوگ ہیں جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں، یہ جماعت ہے۔

ایک حدیث میں: هم الجماعة.

کہ وہ جماعت ہے۔

ایک دوسری حدیث میں: یہ وہ ہیں جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں، معنی جس چیز پر اللہ کے پیغمبر تھے اور صحابہ کرام تھے جو بندہ اس چیز پر قائم ہوگا، وہ فرقہ نہیں بلکہ جماعت ہے، 73 فرقے ہونگے ایک جنتی 72 جہنمی وہ ایک الجماعة ہے، بہت سے محدثین نے ان دو احادیث کو جمع کیا ہے ایک یہ حدیث ایک اور حدیث صحیح بخاری (3641) کی جس میں ایک آپ ﷺ نے فرمایا:

لاتزال طائفة من امتي قائمة بأمر الله لايضرهم من خذلهم.

اس حدیث کی ایک تشریح ہے میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے امر پر قائم رہے گا، ان کی دو نشانیاں ہیں:

لايضرهم من خذلهم

جو ان کی مخالفت کرے گا، یا جو ان کو کمزور کرنے کی کوشش کرے گا وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا پائے گا،

اور دوسرا: ظاهرين

وہ ہمیشہ ظاہر ہونگے، کھلم کھلا، چھپے ہوئے نہیں ہونگے، اپنا عقیدہ، منہج اپنے علماء سب کے ساتھ ظاہر ہونگے، آج جتنی جماعتیں موجود ہیں اکثر جماعتوں کو ہم نے دیکھا اپنے عقائد چھپاتی ہیں، ان کے بعض عقائد ایسے ہیں جن کو نہیں چاہتے کہ وہ منظر عام پر آئیں، چھپاتے ہیں، دونوں حدیثوں کا مصداق ایک جماعت ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں، وہ کیا ہے؟ ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، بہت سے محدثین: عبداللہ بن مبارک، یزید بن ہارون، امام بخاری اور امام احمد بن حنبل وغیرہم فرماتے ہیں کہ ان دنوں حدیثوں کے مصداق اہل حدیث ہیں، اس سے مراد جماعت اہل حدیث ہے یہ بات انہوں نے کس بنیاد پر کی ہے؟؟

اس پر غور کریں کیا فرما رہے ہیں: کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔

دو باتیں سمجھ آ رہی ہیں:

① کہ پوری امت حق پر قائم نہیں ہوگی۔ امت کا ایک گروہ (پوری امت نہیں) ہمیشہ حق پر رہے گا۔

② دوسری بات: ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔

معنی کوئی دور اس گروہ کے وجود سے خالی نہیں ہوگا، اور وہ ہر مقام پر ہوں گے، تھوڑے ہوں یا زیادہ یہ الگ بات ہے، لیکن کوئی بھی دور ان سے خالی نہیں ہوگا، ہمیشہ موجود ہونگے۔

یہ دو باتیں بلکل واضح نتیجہ کے طور پر سامنے آرہی ہیں، پوری امت حق پر نہیں ہے، ایک گروہ ہے، اس گروہ کو تسلسل ودوام حاصل ہے، کوئی خطہ، کوئی جگہ، اس جماعت سے خالی نہیں ہونگی، ہر جگہ موجود ہونگے، مجھے شیخ کی بات یاد آرہی ہے، شیخ بدیع الدین شاہ راشدی، محدث دیار سندھ رحمہ اللہ، انہوں نے چار ماہ کا یورپ کا دورکیا، واپسی ہوئی تو ہم نے کراچی ائیر پورٹ پر استقبال کیا، جماعت کے کافی لوگ جمع ہوگئے، ایئر پورٹ پر ہی ایک جگہ لے گئے اور کہا کہ نصیحت کیجئے! سائیں نے نصیحت کی!

میں نے سوال کیا: اپنے دورے کی کوئی خاص بات بتادیں؟

شاہ صاحب نے کہا کہ خاص بات یہ ہے کہ ان چار مہینوں میں یورپ کے ہر علاقے میں گیا، ہر ملک میں گیا ہوں، اور بڑے بڑے مرکزی شہروں میں گیا ہوں، اور میں نے دیکھا ہر جگہ ہر علاقے میں جو چار فرقے ہیں: حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی، ان میں سے ایک ہے باقی تین نہیں ہیں، اگر کہیں حنفی ہیں تو وہاں شافعی، مالکی او حنبلی نہیں ہیں، اگر کہیں پر حنبلی ہیں تو وہاں حنفی اور مالکی نہیں ہیں۔ کہیں پر مالکی ہیں تو وہاں دوسرے تین فرقے والے نہیں ہیں، یعنی چاروں فرقے ایک جگہ پر موجود نہیں ہیں، لیکن اہل حدیث ہر مقام پر موجود تھے، ہر شہر میں موجود تھے، تھوڑے ہوں، زیادہ ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے، اللہ اپنی نشانی دکھاتا ہے۔

نبی ﷺ کی حدیث ہے:

لایبقی علی ظهر الارض بیت مدر ولا وبر الا أدخله الله کلمة الاسلام (رواہ احمد: 16957)

زمین کی پشت پر کوئی کچا یا پکا گھر نہیں بچے گا اللہ ہر گھر میں اسلام کی دعوت اور اسلام کا کلمہ پہنچائے گا۔ کس کے ذریعے ظاہر ہے جو حق اور صداقت کا علمبردار ہوگا، اسی کے ذریعے دعوت پہنچے گی، تو ہر مقام پر اہل حدیث موجود ہیں۔

تو حدیث یہ اور سمجھ میں آرہی ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، ہمیشہ کا معنی ہے لگاتار کوئی دور، کوئی خطہ اس جماعت سے خالی نہیں ہوگا، اور کوئی زمانہ اس جماعت سے خالی نہیں ہوگا، اب یہ بات اللہ کے نبی ﷺ نے فرمادی۔ کیوں فرمائی؟ کیا اس کا مقصد ہے؟

اس حدیث کو بیان کرنے کا کیا مقصد ہے؟ ایک ہی مقصد ہے۔ جب کسی کو حق کی تلاش ہو، کوئی شخص حق کی تلاش میں ہو تو کتاب وسنت کے دلائل کافی ہیں۔

لیکن اگر کتاب وسنت کے دلائل اس کو کافی نہیں ہوتے تو اس جماعت کی تلاش کرو، جس کی پیش گوئی اللہ کے نبی ﷺ نے کی ہے، کہ ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اس کو ڈھونڈو وہ کون ہوسکتی ہے؟ اس جماعت کا وجود آپ کو ملے گا کیونکہ تسلسل حدیث سے ثابت ہے کوئی دور اس جماعت سے خالی نہیں ہوگا، حق کی تلاش کرو، اس کی ضرورت ہے اس کو تلاش کرو، تین علامتیں بیان ہوئی ہیں وہ علامتیں دیکھو، کس جماعت پر فٹ آرہی ہیں۔

(۱) قائمة بامر اللہ

وہ جماعت ہوگی اللہ کے امر پر، اللہ کے امر کے ساتھ۔ امر سے مراد قرآن وحدیث ہے۔

تلاش کرو، پاکستان میں وہ کون سی جماعت ہے جو صراحۃً قرآن وسنت کا نام لیتی ہے، کسی شخصیت کا نہیں، کسی امام کا نہیں، کسی پیر یا مرشد کا نہیں، کسی وڈیرے کا نہیں، قرآن وحدیث کا نام، ایک ہاتھ میں قرآن دوسرے ہاتھ میں حدیث۔

کون جماعت ہے، دعویٰ تو بہت سے لوگ کریں گے، لیکن آپ ڈھونڈیں وہ جماعت کونسی ہو سکتی ہے، جو قائمۃ بامر اللہ ہے، جو اللہ کے امر کے ساتھ قائم ہے، کسی امام کے قول کے ساتھ نہیں، کسی فقیہ کی رائے کے ساتھ نہیں، کسی کے ذاتی تفردات کے ساتھ نہیں، کتاب وسنت کے ساتھ، حق کی تلاش سب کی ذمہ داری ہے تلاش کرو، جو قائمۃ بامر اللہ ہے، امر اللہ سے مراد کیا ہے؟ اللہ کی وحی، اللہ کی وحی کیا ہے؟ دو چیزیں:

[وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ]

(النساء: ۱۱۳)

قرآن وحدیث اللہ تعالیٰ کی وحی ہے۔

تو اس وحی کے ساتھ کونسی جماعت قائم ہے۔

کتاب المهند علی المفند

تقریباً تین سو کے قریب علماء دیوبند کی اس کتاب پر دستخط ہیں، ان کی مہر ہے اور تصدیق کی ہے، معنی یہ کتاب حق ہے، ان کا یہ دستور ہے ان کے منہج کا اظہار ہے اس کا آغاز کہاں سے ہو رہا ہے کہ الحمد للہ ہم فروع (یعنی فقہی امور) میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پیروکار ہیں۔ اور اصول (یعنی عقیدہ) میں دو اماموں کے پیروکار ہیں: ابوالحسن اشعری اور ابو منصور ماتریدی اور جو تہذیب الاخلاق ہے (تصوف، تزکیہ) اس میں ہماری چار شخصیتیں ہیں ان میں سے کسی کے پیرکار ہیں یا ہم سہروردی ہیں، یا نقشبندی ہیں یا چشتی ہیں یا قادری۔

انہوں نے دین کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: اصول، فروع اور تزکیہ۔

اصول میں ماتریدی یا اشعری۔ فروع میں کیا ہیں حنفی، تربیہ میں ہیں نقشبندی، چشتی، سہروردی یا قادری۔

یہ پورے دین ومذہب کا نچوڑ ہے، کہیں آپ کو نظر آیا قائمۃ بامر اللہ! ایک اہل حدیث کے بچے کو اٹھاؤ اور پوچھو کہ بیٹا اصول میں تم کس کے پیروکار ہو؟ فروع میں تم کس کے پیروکار ہو؟ تربیہ اور تزکیہ میں تم کس کے پیروکار ہو؟ بچے کا ایک ہی جواب ہوگا، ان سارے امور میں، میں محمد ﷺ کا پیرکار ہوں، کسی اور کا پیروکار نہیں ہوں کسی اور کی طرف جھانک کر بھی نہیں دیکھتا۔

اللہ کے پیارے پیغمبر کا وظیفہ کیا تھا آپ کی بعثت کن اصولوں پر تھی:

[يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ] (آل عمران: ۱۶۴)

قرآن کی تعلیم، قرآن کی تلاوت، کتاب وحکمت کی تعلیم اور تزکیہ یہ سارے کام کس نے کرنے ہیں، اللہ کے نبی ﷺ نے کرنے ہیں، کتاب وسنت کی تعلیم کس نے دینی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے دینی ہے۔ کتاب وسنت کے یہ دونوں جزء ہیں، اصول اور فروع یہ کس نے واضح کرنا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے کرنا ہے۔ یہ ہمارا موقف ہے، تو وہ جماعت جس نے قیامت تک قائم رہنا ہے حق کے ساتھ اس کی پہلی نشانی یہ ہے کہ وہ قائمۃ بامر اللہ ہوگی۔

اس حدیث میں جماعت حقہ کا تشخص کیا ہے؟ وہ اللہ کے امر پر قائم ہوگی، تب بڑے بڑے جہابذہ محدثین یزید بن ہارون، بڑے محدث عابد اور زاہد تھے، حافظ الذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ان کی بڑی خوبصورت آنکھیں تھیں، عمر کے آخری حصہ میں نابینا ہو گئے ایک شاگرد کی ملاقات ہوئی دیکھا کہ میرے شیخ نابینا ہو چکے ہیں تو پوچھا:

یاشیخ مافعلت العینان الجمیلتان.

یہ دو خوبصورت آنکھیں کہاں گئیں ان کی بینائی کہاں گئی فرمایا:

ذهب بهما بكاء الاسحار.

سحری کے ٹائم جو روتا تھا، رونے کی وجہ سے بینائی چلی گئی، یہ تھا انکا زہد وتقویٰ اور اللہ تعالیٰ کا خوف۔

امام بخاری کے مشائخ میں سے تھے پس کہتے ہیں کہ یہ جماعت اہل الحدیث ہے پھر یہ قول عبداللہ بن مبارک وغیرہ کا ہے، انہوں نے اس حدیث کا جماعت اہل حدیث کو مصداق کیوں قرار دیا اسی علامت

قائمة بامر الله پر، باقی جو فرقے ہیں قائم تو ہیں لیکن امر فلاں پر ہیں، امر اللہ پر نہیں ہیں، ان کی زبانوں پر امر اللہ کا نام نہیں ہے، قال اللہ یا قال رسول اللہ نہیں ہے بلکہ قال فلان قال فلان کا نام ہے۔

تو اس جماعت کو تلاش کرو گے تو وہ جماعت آپ کو ملے گی وہ جماعت اہل حدیث ہے، الحمدللہ۔

(۲) لایضرھم من خذلھم.

یہ اس جماعت کا دوسرا تشخص ہوگا۔

کہ ان کو نقصان پہنچانے والا اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

ان کا اگر دشمن ہے تو اس جماعت کو یا اس جماعت کے فرد کو نقصان نہیں پہنچائے گا آپ کے ذہن میں ہوگا کہ نقصان تو ہوتا ہے اب چند دن قبل ہماری ایک مسجد تھی اس کو جلا دیا گیا، توڑ دیا گیا، کراچی میں کئی واقعات ہوئے، مساجد کو جلانے کا نقصان تو ہوتا ہے، کئی ساتھی ہمارے شہید کر دیے گئے۔

نقصان تو ہو رہا ہے تو اس جماعت کا تشخص کیسے واضح ہوگا، یہ نقصان، نقصان نہیں ہے، گھر جلا دیا جائے، زخمی کر دیا جائے، یہ نقصان، نقصان نہیں ہے، یہ تو اور اجر کا باعث ہے، اللہ کی راہ میں کانٹا چبھ جائے، گناہ جھڑ جائیں گے، یہ تو بڑے بڑے نقصان ہیں، یہ نقصان نہیں ہے، یہ چیزیں اور اللہ کے قرب اور اس کی محبت کا ذریعہ ہیں، تو اس نقصان سے کیا مراد ہے؟

یہ نقصان ہے حجت اور دلیل کا، ان کی حجت کبھی کمزور نہیں ہوگی، وقتی طور پر کوئی تیز زبان اپنی زبان کی سلاست سے دبا جائے وہ الگ بات ہے، مگر ان کی حجت کیسے کمزور ہوسکتی ہے ان کے پاس قرآن وحدیث ہے، کیا قرآن وحدیث کمزور ہیں، میرا قصور ہے، میں کتاب وسنت کو صحیح پیش نہ کر سکا، خاموش ہو گیا، لیکن کتاب وسنت کو کوئی دبا سکتا ہے؟ کتاب وسنت کو کوئی کمزور کر سکتا ہے، تو یہ تشخص بڑا واضح ہے کہ سارے مل کر ان کو کمزور کریں؟ نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے ہاتھ میں قرآن وسنت ہے اور قرآن وسنت کو کوئی کمزور نہیں کر سکتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے:

من طلب الحديث فقد قويت حجته.

دنیا میں سب سے مضبوط دلیل اس طالب علم کی ہے جس کی سند میں نبی ﷺ کی احادیث ہیں۔

حدیث کا جو طالب ہے اس کی حجت سب سے بڑی ہے، اور سب سے قوی ہے، جو کتاب وسنت کا حامل ہے، اس کی دلیل کوئی کمزور نہیں کر سکتا، امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

کہ اہل الرائے تمہارے پاس آئیں گے تم سے جھگڑے کریں گے، مناظرے کریں گے، بحثیں کریں گے، قرآن پڑھ پڑھ کے، مرضی کا معنی کر کے، اپنی مرضی کی تعبیر کریں گے، تمہیں کیا کرنا ہے؟

خذوه بالسنة.

اس کو پکڑ لو اللہ کے پیغمبر ﷺ کی سنت کے ساتھ، مثلاً: ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے بھائی نماز میں سورۂ فاتحہ کیوں پڑھتے ہو؟ قرآن کہتا ہے:

[وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝] (الاعراف: ۲۰۴)

جب قرآن پڑھا جائے تو سنا جائے۔

قرآن کہتا ہے کیوں پڑھتے ہو؟؟

اس نے قرآن کی مراد پیش ہی نہیں کی، اپنا فہم پیش کر رہا ہے، اپنی رائے پیش کر رہا ہے، یہ اس کی تفسیر نہ سلف سے منقول ہے، اور نہ یہ اس کا محل ہے۔

ان کو پکڑو، سنت کے ساتھ، نبی ﷺ کا فرمان ہے:

لاصلوٰة لمن یقرأ بفاتحة الكتاب.

جو بندہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز ہوتی ہی نہیں ہے۔

اس حدیث سے پکڑ لو، ان کی تعبیر میں نہ الجھو، یہ تفسیر آپ کو مبارک ہو کیونکہ بات واضح ہے یہ مکی آیت ہے، مکہ کے ابتدائی دور کی،

وحی نازل ہوتی رسول اللہ ﷺ صحابہ کو جمع کرتے ان کو وحی سناتے مشرکین مکہ شور مچاتے۔

ان سے کہا گیا جب قرآن پڑھا جائے سنا کرو، شور نہ مچاؤ، وہ شور مچاتے، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی اس وقت نماز فرض ہی نہیں تھی، ایسا ممکن ہے "بچہ پہلے پیدا ہو اور دادا بعد میں" نماز اس وقت فرض ہی نہیں ہوئی نماز تو مکی دور کے آخر میں معراج کے موقعے پر فرض ہوئی۔

امیر عمر رضی اللہ عنہ کا جو فرمان ہے بڑا ہی مشعل راہ ہے، کہ اہل الرأی آئیں گے، قرآن پڑھ کر اپنی مرضی کی تفسیر کریں گے، تم سے مناظرہ کریں گے تم نے ان کو پکڑنا ہے، سنت کے ساتھ۔ یہ دوسری علامت ہے اس جماعت کی۔

لا یضرھم من خذلھم

اس نقصان سے مراد جسمانی اور دنیاوی نقصان نہیں ہے، اس نقصان سے مراد حجت اور دلیل ہے۔

(۳) تشخص (ظاھرین)

ظاہر ہونگے، معروف ہونگے اس جماعت کے علماء، عقائد بلکل سرعام ہونگے، نہ اپنے آپ کو چھپائیں گے نہ مذہب کو چھپائیں گے، ہر مسئلہ روشن وعیاں ہوگا، ہم نے بہت سے فرقوں کو دیکھا ان میں باطنیت ہے، باطنیت کا معنی کچھ ایسے مسائل ہیں وہ نہیں چاہتے کہ یہ ظاہر ہوں، بہت سے فقہی گندے عقائد ہیں، جو چھپاتے ہیں، تو یہ حق کی علامت ہے کیا؟ اپنی دین کو چھپانا اپنے ائمہ کے اقوال کو چھپانا، ان کے فتوی کو چھپانا۔

وہ جماعت حقہ کونسی ہو سکتی ہے، جو ظاہر کھلم کھلا ہونگے، نہ ان کے مسائل مخفی ہیں نہ ان کے عقائد مخفی ہیں، تو اس جماعت کا یہ تشخص ہے، نبی ﷺ نے یہ حدیث کیوں بیان کی ہے؟ تا کہ یہ بھی نشانی ہے کہ اس کو ڈھونڈو، اس کا مصداق کون ہے؟ اس سے مراد کون ہو سکتے ہیں۔

تو الحمد للہ اہل الحدیث ہونا شرف کی بات ہے، اہل حدیث کی دعوت کی ان دو آیت میں ترتیب موجود ہے:

[فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝] (الزخرف: ۴۳)

مضبوطی سے پکڑ لو، کس چیز کو جو آپ کے طرف وحی کی جارہی ہے۔ وحی کس چیز کی، کی جارہی ہے:

دوسرے مقام پر اللہ تعالی کا فرمان:

[وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ] (النساء: ۱۱۳)

دو چیزیں ہیں، کتاب وحدیث۔

ان دو چیزوں کو مضبوطی سے پکڑلو، یہ ہماری دعوت ہے، ہمارا بچہ بچہ کتاب وسنت کو تھامے ہوئے ہے۔

یہ ہمارا مزاج اور منہج ہے، جو قرآن خود پیش کر رہا ہے:

اے میرے نبی! یہ ہماری طرف سے جو وحی آرہی ہے اس کو مضبوطی سے پکڑلو۔

وہ کہتے ہیں کہ عام لوگ قرآن وحدیث نہ پڑھیں گمراہ ہو جائیں گے، تو آپ کے ذہن میں یہ اشکال آئے گا، یہ خطاب تو نبی ﷺ کو ہے، کتاب وسنت کو تھامنے کا، ہمارے لیے نہیں ہے، حضور آگے پڑھیے:

[وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ۝] (الزخرف: ۴۴)

یہ ذکر یہ نصیحت یہ حکم آپ کے لیے اور آپ کی پوری امت کے لیے ہے، وحی ہے اس کو تھامیں، معنی ایک عالم ہو، عامی ہو، تاجر ہو، مرد ہو، عورت ہو سب کو یہ آڈر دیا گیا ہے، اللہ کی وحی کو تھامنے کا، کتاب وسنت کو تھامنے کا، ہاں تھامنے کی اپنی حدود ہیں، ایک عالم جو تبحر ہے وہ خود کتاب وسنت کو سمجھ سکتا ہے ایک جاہل اور عامی ہے خود نہیں سمجھ سکتا لیکن وہ کتاب وسنت کا علم حاصل کرے علماء کے ذریعے سے، وہ علماء کا محتاج ہے، ذمہ داری اس کی بھی ہے، اس عالم کی بھی، تقاضے مختلف ہیں

ایک عالم دین کتاب وسنت سے براہِ راست علم لے سکتا ہے، اس کے پاس فہم ہے ملکۂ اجتہاد ہے، ایک عامی اس کے پاس براہِ راست سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے، خود قرآن کہتا ہے:

[فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝]

(الانبیاء:۷)

اگر تمہیں معلوم نہیں ہے تو تم سوال کرو اہل ذکر سے۔

ان علماء سے جن کے پاس کتاب وسنت کا علم ہے، آیت کا آخری حصہ بہت خطرناک ہے۔ [وَسَوْفَ تُسْــَٔلُوْنَ ۝](الزخرف:۴۴)

ورنہ یاد رکھو قیامت قائم ہونے والی ہے یہ سوال کروں گا۔

تم نے کتاب وسنت کو تھاما تھا، یا نہیں؟ علم تم نے کہاں سے لیا تھا؟ ایک ایک کو سامنے کھڑا کر کے پوچھوں گا۔

یہ آیت کا آخری جملہ بڑا ہی خوفناک ہے سب کو آ ڈر ہے کہ وحی کو تھام لو، اپنی حدود کے مطابق اور یاد رکھو عنقریب تم سے سوال ہوگا۔

یہ ہماری دعوت کی بنیاد ہے، یہ آیت کریمہ منہج اہل حدیث ہے اور آگے فرمایا:

[وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝](الزخرف:۴۵)

اور سوال کیجئے یہ خطاب ہے رسول اللہ ﷺ کو کس سے سوال کرو، جو آپ سے پہلے ہم نے رسول بھیجے، ان سے پوچھو، نوح علیہ السلام، ابراھیم علیہ السلام وغیرہ کیا ہم نے ان سارے انبیاء میں سے، کسی نبی کے دور میں رحمن کے علاوہ کسی کی عبادت رکھی تھی؟

ایک نبی کا نام لے لو، فلاں کے دور میں ایک لمحے کے لئے اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے حکم دیا ہو، انبیاء کی ہزاروں سال کی تاریخ ہے، ان گنت انبیاء ہیں، سب سے سوال کرلو، کسی نبی کی دعوت میں کوئی ایسی فکر اور تصور تھا کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے عبادت کا حکم دیا گیا ہو۔

یعنی ہمارے پیارے نبی ﷺ اور سارے انبیاء کا مرکزی نکتہ جو تھا وہ توحید تھا۔

رسول کیسے پوچھے؟ انبیاء تو جا چکے ہیں، نہ وہ سن سکتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں ان سے کیسے پوچھیں؟ ہاں جو آخری کتاب ہے قرآن مجید، یہ سارے انبیاء کی دعوت کی محافظ ہے، قرآن کھول لو، جگہ جگہ بتادے گا کہ نوح علیہ السلام کی دعوت کیا تھی، ابراھیم علیہ السلام کی دعوت کیا تھی، سارے انبیاء کی دعوت قرآن نے ذکر کی ہے۔

قرآن نے اجمالی طور پر سارے انبیاء کی دعوت بیان کی:

[وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا](النحل:۳۶)

ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا اب یہاں ذکر ہے سارے انبیاء کا، کس دعوت کے ساتھ؟

[اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ](النحل:۳۶)

ایک اللہ کی عبادت کرو، اور طاغوت سے بچ جاؤ، غیر اللہ سے بچ جاؤ، صرف اللہ ہی عبادت کے لائق ہے، اللہ ہی مشکل کشا ہے، سجدہ کے لائق وہ ہے، رکوع کے لائق وہ ہے۔

ایک اللہ کی عبادت یہ سارے انبیاء کی دعوت ہے، یہ اکیلے اللہ کی عبادت کا اثبات ہے، اور ہر غیر اللہ کی عبادت سے بچ جاؤ، یہ عقیدہ توحید نفیا واثباتا ہے۔

لا الٰہ الا اللہ، الا اللہ اثبات ہے، لا الٰہ نفی ہے، بلکہ وہی تعبیر ہے، ایک اللہ کی عبادت کرو، اور طاغوت سے بچ جاؤ، یہ ہر نبی کی دعوت ہے، یہ ہمارا عقیدہ ہے، ہماری دعوت ہے، یہی ہے جو ہر نبی نے اپنی قوم کو پیش کی، اس قرآن نے انکشاف کیا، نبی کی دعوت، توحید کی دعوت ہے۔

[وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝](الانبیاء:۲۵)

وہی بات ہے ہم نے آپ سے قبل جو رسول بھیجے، کیا وحی کی؟ "لا الٰہ الا أنا" کوئی الٰہ نہیں کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ فرمارہا ہے: فَاعْبُدُوْنِ

صرف میری ہی عبادت کرو۔

تو اہل الحدیث کی دعوت وہ ہے ،عقیدہ کے اعتبار سے جو محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی نہیں بلکہ سارے انبیاء کی تھی۔

ہماری دعوت کا شرف ہے، ہمارے منہج کا شرف ہے، اس دعوت پر ہم قائم ہیں جس دعوت پر رسول اللہ ﷺ اور سارے انبیاء قائم تھے۔

نبی ﷺ کی حدیث ہے:

الانبیاء اخوۃ لعلات دینھم واحد

(بخاری وابوداود، مسند احمد: 9634)

یہ جو نبی ہوتے ہیں یہ آپس میں بھائی ہوتے ہیں، علاتی بھائی،

(علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف ہوں)

تو نبی آپس میں علاتی بھائی ہیں، اور ان کا باپ مرکزی طور پر عقیدہ توحید ہے، اصل ان کا ایک ہی ہے، فروع میں اختلاف ہوسکتا ہے، موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے دو نمازیں دیں، ہمیں پانچ دیں، مسائل اور فروع میں اختلاف ہوسکتا ہے، اصل میں ایک ہی ہیں، وہ توحید ہے، یہ ہماری دعوت ہے، عقیدہ توحید، ہماری دعوت میں غیر اللہ کا کوئی تصور نہیں ہے، ہمارے نزدیک اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارنا شرک بھی ہے اور کفر بھی۔

تو اس ترتیب سے قرآن نے ایک منہج قائم کیا ہے، عقیدہ کا اور اتباع کا۔

[فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝] (الزخرف: ۴۳)

اور اعتقادی منہج کیا ہے؟

[وَسْــَٔـلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝] (الزخرف: ۴۵)

تلاش کرو سارے انبیاء کی دعوت کو، جو نتیجہ ملے گا، وہ دعوت اہل حدیث ہے، ہماری دعوت توحید خالص ہے، ہماری دعوت خالصتاً اللہ کے حبیب کی اتباع کی دعوت ہے، اور یہی کامیابی کی اساس ہے، یہی فلاح کی بنیاد ہے۔

سورۂ آل عمران کی آخری آیات میں فلاح کے وعدے کسی جماعت کے لئے ہیں، کس جماعت کے ساتھ ہیں، دعا کا ذکر ہے جو دعائیں ہیں رسول اللہ ﷺ کی ان کو پڑھا کرو، ان دعاؤں میں بڑا علم وفقہ ہے:

[رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ]

یااللہ! ہم نے سنا تیرے منادی کو [مُنَادِيًا] میں تنوین عوض کی ہے، مضاف الیہ محذوف ہے: [منادیك] ہم نے تیرے منادی کو سنا، اللہ کا منادی کون ہے؟ محمد رسول اللہ ﷺ، دعا مانگنے والا اللہ کی جناب میں وسیلہ پیش کررہا ہے، یااللہ! ہم نے تیرے منادی کو سنا، بس اس کو سنتے ہیں کسی اور کو سنتے ہی نہیں، تیرے منادی کو سنتے ہیں یا پھر اس کو سنتے ہیں جو تیرے منادی کی بات کرے، ہر ایک کو نہیں سنتے، یہ ہمارا عقیدہ ومنہج ہے۔ اس منہج کو اللہ کی جناب میں بطور وسیلہ پیش کیا جارہا ہے، اس منادی کی ندا کیا ہے؟

وہ ندا کررہے ہیں، ایمان لانے کی، اللہ کا منادی یعنی رسول اللہ ﷺ ندا فرمارہے ہیں اپنے رب پر ایمان لے آو، [نَآ مَنَّا] یااللہ ہم ایمان لے آئے، یعنی تیرے منادی کی اتباع کرلی، اور ایمان لے آئے، کونسا ایمان، ایک ہے اہل حدیث کا ایمان، اور ایک ہے باقی سارے فرقوں کا ایمان، جس ایمان کا وسیلہ پیش کیا جارہا ہے، وہ معتبر ہوگا تو قابل قبول ہوگا، دو وسیلے ہیں ہم نے تیرے منادی کو سنا، اور تیرے منادی کو سنتے ہی اس شخص کو سنتے ہی جو قال اللہ اور قال الرسول

کی بات کرتا ہے یہ ہمارا عقیدہ اور منہج ہے، اسی منہج کے وسیلے تیرے جناب میں پیش کررہاہوں، منادی کی دعوت قبول کرلی، دعوت ایمان تھی، ایمان کی تعریف کیا ہے؟

بڑا اختلاف ہے، کچھ کہتے ہیں زبان کا اقرار، کچھ کہتے ہیں، زبان کا اقرار، اور دل کی تصدیق ہو۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ زبان کا اقرار ہو، دل کی تصدیق ہو اور سارے اعضاء سے عمل کروانا، یہ سب مل کر ایمان بنے گا، ان کی تعریف کے مطابق زبان میں ایمان ہ آجانا کافی ہے، دوسرے گروہ کے مطابق زبان سے اقرار ہو اور دل میں ایمان ہو کافی ہے۔

ایمان تین چیزوں کا نام ہے: ① زبان کا اقرار ② دل کی تصدیق ③ سارے اعضاء سے عمل کرنا۔

ہم نے ایمان قبول کرلیا، یہ تعریف حق ہے، نبی ﷺ کی حدیث ہے آپ کے جوامع الکلم میں سے اس میں یہ تینوں چیزیں ایک ہی حدیث میں آجاتی ہیں

الایمان بضع وسبعون أو بضع وستون شعبة.

ایمان کے ستر سے کچھ زائد شعبہ ہیں

فأفضلها قول لاالٰه الاالله.وأدناها اماطة الأذى عن الطريق.والحياء شعبة من الايمان.

سب سے اعلیٰ اقرار کرنا ''لاالٰہ الااللہ'' کا، یہ زبان کا اقرار آ گیا۔

راستہ سے کسی موذی چیز کا ہٹانا، یہ بھی ایمان کا شعبہ ہے، یہ عمل ہے، یہ اعضاء کا عمل ہے۔

والحياء شعبة من الايمان. (بخاری ومسلم)

اور حیاء دل کا فعل ہے، دل کے فعل کو بھی ایمان کہا گیا، ایک ہی حدیث میں تینوں چیزیں آگئی ہیں۔

اب یہ دو چیزیں تیرے دربار میں پیش کررہاہوں:

① تیرے منادی کو سنا ② منادی کی دعوت پر ایمان قبول کرلیا۔

طلب کیا ہے۔ تین طلبیں ہیں، گناہ معاف کردے، تجھے واسطہ ہے اس عمل کا کہ ہم نے تیرے منادی کو سنا ہے اور کسی اور کو نہیں سنتے، ہمارے گناہ معاف کردے اور بڑے گناہ اور چھوٹے گناہ سارے معاف کردے اور تیسری طلب ہمیں موت دے [وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ﴿۱۹۳﴾] اس کا معنی دوسری آیت: [وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ﴿ۙ۸۳﴾] (الشعراء: ۸۳) مرنے کے بعد ہمیں ملا دینا اپنے نیک بندوں کے ساتھ، یہ تین طلبیں ہیں۔

④ چوتھی طلب! یااللہ جو تو نے اپنے رسولوں کی زبانوں پر وعدے کیے ہیں، ہمیں عطا کرنے کے لئے، دنیا کی نعمتیں، آخرت کی وہ ہمیں ساری عطا فرمادے۔

⑤ اور یااللہ! ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کیجئے، جہاں سارے اولین وآخرین جمع ہونگے، پوری خلقت جمع ہوگی، ایک ایک بندہ سے حساب لینا ہے، اس دن کی رسوائی سے بچالے، عیبوں پر پردے ڈال دے، یہ پانچ طلبیں ہیں، ان دو وسیلوں کے ساتھ یہ مسلک اہل حدیث بیان ہورہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا:

ہم نے پانچوں دعائیں قبول کرلیں، تمہارا واسطہ اور جو تم نے وسیلہ بیان کیا ہے، کتنا معتبر ہے کہ تمہاری ساری دعائیں قبول کرلیں۔

آگے فرمایا: تمہارے مرد ہوں یا عورتیں ہوں آج وعدہ ہے کسی کے عمل کو ضایع نہیں کروں گا، اس دن بڑے لوگوں کے عمل ضایع ہونگے برباد ہونگے:

[عَامِلَۃٌ نَّاصِبَۃٌ ۙ﴿۳﴾ تَصۡلٰی نَارًا حَامِیَۃً ۙ﴿۴﴾]

بڑے بڑے عمل کرنے والے، عمل کرکر کے تھک جانے والے، دھکتی ہوئی آگ کا لقمہ بن جائیں گے۔

اس مقام پر مسلک اہل حدیث بیان ہورہا ہے، تو یہ لب لباب ہے دعوت اہل حدیث کا، منہج اہل حدیث کا، اہل حدیث کا عقیدہ کیا ہے، منہج کیا ہے عمل کی بنیادیں کیا ہیں؟

(بقیہ صفحہ نمبر:8)

ان دعاؤں میں قبولیت کا وعدہ ہے، جماعتِ حقہ وہی جماعت ہے جس کا تشخص ایک ہاتھ میں کتاب اللہ دوسرے ہاتھ میں سنت رسول اللہ، اسی کا ترجمان ہو، ہمیشہ اسی کو پیش کرنے والا ہو، اس مسلک کو قبول کریں، اس کا داعی بنیں، اس سے محبت کریں، اس مسلک کے حامل علماء ہیں ان سے تعلق جوڑیں تاکہ آپ کو روحانی غذا ملتی رہے، بو کامیابی کی بنیاد ہے، اللہ تعالیٰ سے توفیق کی مسلسل دعائیں کرنی چاہئیں، اس کی توفیق کے بغیر کوئی چیز ممکن نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں حق سمجھنے اور حق اختیار کرنے کی توفیق دے، حق کا مبلغ بننے کی توفیق دے اور تادم حیات حق، کتاب وسنت پر، اپنی توحید پر اور اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر قائم ودائم رکھے۔ آمین